ڈاکٹر عزیز ایس۔ عطیہ

ڈاکٹر خلیفہ کے حکیمانہ تصورات

ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم مرحوم سے اگرچہ مجھے دیرینہ نیاز حاصل نہیں رہا اور اس اعتبار سے مجھے اس کے قدردانوں کی صفِ اوّل میں جگہ نہیں مل سکتی، تاہم مجھے اس چیز کا اعتراف ہے کہ ڈاکٹر حکیم کے ان تھک جذبۂ خیراندیشی اور روحِ اسلام سے متعلق ان کی فراخدلانہ اور انسانیت نواز تصریحات کے مثالی انداز نے نہ صرف میری معلومات میں قیمتی اضافہ کیا ہے بلکہ میرے اکثر اربابِ وطن کو اپنا گرویدہ بنا لیا ہے۔

مجھے خوب یاد ہے کہ ۱۹۵۴ء میں بمقام بحمدون (لبنان) پہلی مسلم مسیحی کانوکیشن کے دوران ڈاکٹر حکیم سے میری پہلی ملاقات ہوئی تھی۔ اس کانوکیشن میں موصوف نے اس موضوع پر اظہارِ خیال کیا تھا کہ نئی پود میں روحانی قدریں اجاگر ہونی چاہئیں۔ ان کی شخصیت اور ان کی تقریر کا انداز یہ کہے دے رہا تھا کہ ان میں ایک معلم کی اعلےٰ صفات قدرت نے ودیعت کی ہیں اور مزید برآں دینی اقدار کی قدر و منزلت کا شدید احساس بھی ان پر غلبہ پائے ہوئے ہے۔

میں موصوف کی تقریر سے بہت زیادہ متاثر ہوا تھا اور اس تاثر کا سبب یہ تھا کہ مجھے پہلی بار یہ علم ہوا کہ اسلام اور مسیحیت کے اصولوں میں کتنی ہم آہنگی ہے۔ میرے لیے انکشاف حیرت و استعجاب کا موجب تھا کہ وہ ان امتیازات و اختلافات کی سطح سے کتنے بلند ہیں جنھوں نے انسانی معاشرہ کا شیرازہ منتشر کر دیا ہے۔ مجھے اندازہ ہوا کہ وہ اتنے اعلیٰ تصورات کے حامل ہیں کہ ان کی نظر عصرِ حاضر کے دھندلکوں کا دامن چاک کرتی ہوئی روشن مستقبل کے دریچوں پر دستک دے رہی ہے۔ موصوف نے فرمایا کہ قدرت کا ہم سے یہ مطالبہ ہے کہ ہم دنیا کو اپنی کوششوں سے بہشت منظر بنانے میں اس کے ساتھ تعاون کریں۔ بعد میں ہماری ملاقاتیں امریکہ اور دنیا کے مختلف حصوں میں ہوئیں۔ میں نے دیکھا کہ وہ ان عوائق و موانع کے باوجود جو پست سطح کے اشخاص کی رفتارِ ترقی روک دیتے ہیں قدرت کے ساتھ رضاکارانہ تعاون میں پیش پیش نظر آتے ہیں۔

ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم سے چند سال قبل پرنسٹن یونیورسٹی میں ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ یہاں میں ان ایام میں جب کہ موصوف ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے عظیم ثقافتی مراکز کے دورہ پر تھے علومِ مشرقیہ کے شعبہ میں معلمانہ

فرائض سرانجام دے رہا تھا۔ اس شعبہ کے چیئرمین کو اور مجھے ان کے ساتھ شرکت طعام کا اتفاق ہوا اور اس کے بعد فیکلٹی لونج کے پُرسکون گوشے میں قہوہ پینے کے لیے رخصت ہوئے جہاں ہم نے کچھ دیر علمی بحث و نظر میں حصہ لیا۔ موصوف کی اثر آفریں شخصیت نے ہم سے خراجِ تحسین وصول کیا۔ ان کے تبحر علمی اور عمیق فلسفیانہ اندازِ فکر کو مشرق وضع کے حکمائے دانش پژوہی نے چار چاند لگا دیئے تھے۔ اس وقت سے ان کی یاد کے نہ مٹنے والے نقوش میرے لوحِ دماغ پر مرتسم رہے ہیں۔ میں موصوف سے اپنے روابط کی تجدید چاہتا تھا کہ بصد حسرت و غم مجھے یہ اطلاع ملی کہ موصوف راہگرائے عالم بقا ہو گئے ہیں۔ ان کے ملک، مشرقی ثقافت اور تمام عالم میں پھیلے ہوئے ان کے احباب کے لیے یہ نقصان کتنا عظیم نقصان ہے۔

ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم کی آخری تصنیف

تشبیہاتِ رُومی

مولانا جلال الدین رومی تشبیہ و تمثیل کے بادشاہ ہیں۔ وہ ہر قسم کے اخلاقی و روحانی مسائل کو سلجھانے اور ہر باریک نکتے کی وضاحت کرنے کے لیے ایسی دلنشیں تشبیہ دیتے ہیں جو یقین آفریں بھی ہوتی ہے اور وجد آور بھی۔

رومیات کے مشہور عالم اور نامور مفکر ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم نے ان تشبیہات کی بڑے دلکش اور وجد آفریں انداز میں تشریح کی ہے اور ان کی یہ تصنیف حکمت و معرفت کا ایک بحرِ ذخار ہے جس کی اشاعت سے اردو زبان کے افادی ادب میں گراں قدر اضافہ ہوا ہے۔

خوشنما ٹائپ۔ دیدہ زیب طباعت۔ عمدہ کاغذ

قیمت .... دس روپے

ملنے کا پتہ: سیکرٹری ادارۂ ثقافت اسلامیہ۔ کلب روڈ۔ لاہور